GUMAN گمان
VOL 7, ISSUE 3, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

A Critical Review of Amina Wadud's Objections Regarding Prophethood

نبوت ورسالت سے متعلق آمنہ ودود کے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ

Dr. Maryam Noreen
Lecturer Islamic Studies, Government Girls Degree College Nowshera at-
maryamnoreenedu@gmail.com

Dr. Mufti Muhammad Iltimas Khan
Lecturer Department of Islamiyat University of Peshawar

Dr. Mufti Kifayat Ullah
Assistant Professor, Islamic Studies, Sarhad University (SUIT)Peshawar at-
kifayat.edu@suit.edu.pk

SCAN ME

Abstract
Allah Almighty created humanity and appointed it as His vicegerent on Earth. Following this, the Prophecy was released, and at designated times, Allah's chosen prophets to send on Earth with His message. This series of Prophethood concluded with the Holy Prophet Muhammad (PBUH), after him no Prophet or Messenger will come. In Islamic thought, the topic of Prophethood have always been of utmost importance, particularly concerning whether women can be appointed to these exalted positions. In this regard, Amina Wadud, a renowned as feminist theologist, has raised several objections regarding the exclusion of women from these roles. According to her, Islamic tradition has deprived women of these positions, which she argues reflects gender-based inequality. The purpose of this article is to seek a balanced perspective based on a correct understanding of Islamic teachings and to critically examine Amina Wadud's views in an academic context. The central question of this article is whether women can be appointed to the exalted positions of Prophethood Amina Wadud's objections are analyzed in the light Quran & Sunnah.

Keywords: *Amina Wadud, Feminist Theology, Prophethood, Gender equality, Islamic teachings*

تمہید: نسل انسانی کی اصلاح وتربیت کے لئے اللہ تعالی نے نبوت ورسالت کا سلسلہ شروع کیا اور اس کے لئے اپنے برگزیدہ بندوں کو چن کر ان کے سینوں کو نور وحکمت سے بھر دیا۔ نبوت کی مکمل حقیقت سے آگاہی تو خارج از ذہن ہے لیکن اتنا طے شدہ ہے کہ منصبِ نبوت کیلئے منتخب ہستیوں کو نفس کی ناپسندیدہ لذات اور شیطان کی دسترس سے مامون رکھا گیا۔ اور ان تک بواسطہ جبرائیلؑ غیب کی خبریں پہنچائی جاتی تھیں۔ منصبِ نبوت کے لئے کسی شخص کے انتخاب کو 'اجتباء' یا 'اصطفاء' سے تعبیر کیا گیا۔

نبوت کا لغوی معنی:

نبوت کی لغویٰ معنٰی کے متعلق امام فراءؒ[i] کی رائے یہ ہے کہ لفظ 'نبی' 'نباء' سے ماخوذ ہے۔ نباء، أنباء أي أخبر عن الله تعاليٰ۔ فعیل بمعنٰی فاعل، اس کی جمع انبیاء آتی ہے۔[ii] نحاۃ کے ہاں لفظ نبی کی اصل 'نبیء' ہمزہ کے ساتھ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ لفظ 'نبوت' 'نبو' سے ماخوذ ہے۔ نبوۃ ونباوۃ، هي الارتفاع عن الارض، انه اشرف علي سائر الخلق۔[iii] لغت کے اعتبار سے لفظ نبی بروزن " اَنْبِئُوْنِیْ " ہے۔ جسکا معنٰی 'خبر پہنچانے والے' یا 'خبر دینے والے' کے ہے۔ اور یہی معنٰی نبوت کے بھی ہے۔ قرآن مجید میں بھی لفظ نباء اسی معنٰی میں آیا ہے کہ (اَنْبِئُوْنِیْ)[iv] یعنی پھر فرمایا بتاؤ مجھے۔ سورہ یوسف میں آیا ہے کہ: (ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَـآءِ الْغَيْبِ نُـوْحِيْهِ اِلَيْكَ)[v]

"یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم بھیجتے ہیں تجھ کو۔"

نبوت کی اصطلاحی تعریف:

امام جرجانیؒ فرماتے ہیں کہ:

"النبي من أوحي اليه بملك أو ألهم في قلبه أو نبه بالرؤيا الصالحة۔"[vi]

"نبی وہ ہے جس کی طرف فرشتے کے ذریعے وحی کی جائے، یا جس کے دل میں الہام ہو، یا جسے نیک خواب کے ذریعے بیدار کیا جائے۔"

امام راغبؒ[vii] نبوت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"والنُّبُوَّةُ: سِفَارَةٌ بين الله وبين ذوي العقول من عباده لإزاحة عللهم في أمر مَعادِهِم ومَعاشِهِم. والنَّبِيُّ لكونه منبِّئا بما تسكن إليه العقول الذَّكيَّة، وهو يصحُّ أن يكون فعيلا بمعنى فاعل۔"[viii]

"نبوت: اللہ اور اس کے عقل رکھنے والے بندوں کے درمیان ایک سفارت ہے تاکہ ان کے آخرت اور دنیا کے معاملات میں ان کی الجھنوں کو دور کیا جاسکے۔ نبی کو اس لیے نبی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ایسی خبریں دیتا ہے جن سے ذہین عقلیں اطمینان پاتی ہیں، اور یہ لفظ 'نبی' فاعل کے معنی میں بھی درست ہو سکتا ہے۔"

امام ابن تیمیہؒ کتاب النبوات میں لکھتے ہیں کہ:

"إنّ النبيّ يختصّ بصفات ميّزه الله بها على غيره، وبصفات فضلّه بها بعد البعثة لم تكن موجودة فيه من قبل."[ix]

"بے شک نبی کو ایسی صفات سے نوازا گیا ہے جن سے اللہ نے اسے دوسروں پر ممتاز کیا، اور ایسی صفات سے نوازا گیا ہے جن کا ظہور بعثت کے بعد ہوا، جو اس سے پہلے موجود نہیں تھیں۔"

"ہر وہ بشر جس کے پاس حضرت جبرئیلؑ اللہ رب العزت کا پیغامِ نبوت لے کر آئیں اور وہ لوگوں میں اس نبوت کا اعلام بھی کرے۔"

رسالت کا لغوی واصطلاحی مفہوم:

عربی لغت میں رسالت کا معنٰی 'پیغام' کے ہے جبکہ رسول 'پیغام پہنچانے والے' کو کہتے ہیں۔

"هو الذي أمره المرسل بأداء الرسالة بالتسليم أو القبض"[x]

"وہ شخص جسے رسول نے پیغام پہنچانے کا حکم دیا ہو، اسے پہنچانے میں تسلیم یا قبض کرنے کی اجازت ہو۔"

GUMAN گمان
VOL 7, ISSUE 3, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

اصطلاح میں رسالت سے مراد "انسان بعثه الله الي الخلق لتبليغ الا حكام [xi] ہے۔قرآن مجید میں بھی رسول کے لفظ کو اس پیغام رساں کیلئے استعمال کیا ہے جو اللہ رب العزت کے پیغامات (دین و دنیا کے مصالح) پہنچائے۔

(رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِكَ) [xii]

"اے پروردگار! ہمارے اوران میں بھیج ایک رسول انہی میں سے، کہ پڑھے ان پر تیری آیتیں"

یعنی اسلام کی رو سے نبی اور رسول (پیغمبر) وہ سفیر ہے جس کو خود اللہ تعالی نے بندوں تک اپنے پیغامات کی رسائی کیلئے منتخب (وحی اور اعلام نبوت کیساتھ، سابقہ انبیاء کرامؑ نے آنے والے نبی کی بشارت دی ہو) فرمایا ہو، جو دین و دنیا کے مصالح و منافع کیلئے ایک ضابطۂ حیات، نظام العمل اور دستورِ اساسی کی حیثیت رکھتا ہو۔ یہ احکام ایسے امور اور حقائق پر دلیل ہوں جن سے شکوک و شبہات کے ازالے کے ساتھ ساتھ ایسی دقیق باتوں کی خبر دیتا ہو، جس سے عقل عاجز آجائے۔

نبی اور رسول میں فرق:

نبی اور رسول کے مابین فرق میں اختلاف ہے۔امام ابن تیمیہؒ کے ہاں جو شخص من جانب اللہ بذریعۂ وحی غیب کی خبروں سے قوم کو مطلع کرتا ہو، ان کو وعظ و نصیحت کرتا ہو، انکی اصلاح کرتا ہو تو وہ نبی کہلاتا ہے۔اگر اوصافِ مذکورہ کیساتھ وہ کفار یا نافرمان قوم کی تبلیغ پر بھی مامور کیا جائے تو وہ رسول کہلاتا ہے۔" [xiii] جبکہ مفتی محمد شفیعؒ [xiv] نے نبی اور رسول میں نسبت عام و خاص ثابت کی کہ رسول وہ ہے جو نئی شریعت لے کر آئیں خواہ مخاطبین کو ایسی شریعتِ جدیدہ پہنچائے، جس کو ان سے پہلے کسی رسول نے پیش نہ کیا ہو جیسے تورات وغیرہ، یا صرف امت کے اعتبار سے جدید ہو، جیسے اسماعیلؑ کی شریعت جو جُرہم قوم کیلئے جدید تھی، جو حضرت ابراہیمؑ ہی کی قدیم شریعت تھی، اور نبی جو صاحبِ وحی ہو، خواہ شریعتِ جدیدہ/قدیمہ کی تبلیغ کرے، جیسے بنی اسرائیل کے اکثر انبیاءؑ شریعتِ موسوی کی تبلیغ کرتے تھے۔ [xv] ایک قول یہ بھی ہے کہ لفظ 'رسول' نبی سے خاص ہے، کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔" [xvi]

کیا نبوت اکتسابی ہے؟؟

نبوت خالص عطیہ ربانی ہے جس کا مدار عبادت و ریاضت اور کسب وغیرہ پر نہیں کہ انسان کثرت عبادت یا ریاضت سے نبی یا رسول بن سکتا ہے بلکہ اللہ تعالی اپنی منشاء کے مطابق خاص لوگوں کو منتخب فرماتے ہیں۔ [xvii] اللہ جن نیک لوگوں کو اس خاص مقصد کے لئے منتخب فرماتے ہیں تو ان کو قوتِ فیصلہ، نورِ بصیرت اور تدبر جیسی غیر معمولی صفات بھی عطا فرماتے ہیں۔اللہ تعالی جس کو چاہے یہ منصب عطاء فرماتے ہیں لیکن اب تو نبوت کا سلسلہ بھی اختتام کو پہنچ چکا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ آخری نبی اور رسول ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور یہ عقیدہ ایمان کی بنیاد اور اساس ہے جس میں معمولی تردد و شک سے انسان اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ واضح رہے کہ جمہور اہلِ علم کے ہاں انسانی تاریخ میں اللہ تعالی نے مردوں کو نبوت سے سرفراز فرمایا جس کی وجہ سے یہ سوالات سامنے آئے کہ کیا عورتیں اس منصب کی اہل ہیں؟؟ کیا صرف وحی یا القاء معیارِ نبوت ہے؟؟ فکرِ جدید بھی مساواتِ مرد و زن کے ثبوت میں اس قسم کے اشکالات کا منبع ہے۔ معروف مسلم فیمنسٹ تھیالوجسٹ آمنہ ودود کے اشکالات اور جوابات کا ذیل میں تذکرہ کیا جاتا ہے۔

آمنہ ودود کا اشکال:

آمنہ ودود اپنی کتاب Quran & Women میں وحی کنندگان پر مختلف پہلوؤں سے رقمطراز ہیں۔

> Both men and women have been included in divine communication as the recipients of wahy, but there is no Qur'anic example of a woman with the responsibility of risalah. However, all those chosen for this responsibility were exceptional. This is not a biological association with males representing their primary function and expressing a universal norm for all men. [xviii]

رسالت کے مخاطبین مرد اور عورت دونوں تھے، قرآن مجید میں عورت کی رسالت کی کوئی نظیر اسلئے نہیں ملتی، کیونکہ اکثر معاشرے میں عورت کو کم احترام دیا جاتا اسلئے پیغام پہنچانے کی ناکامی کے امکان زیادہ تھے، اسلئے یہ ذمہ داری مردوں کو سونپی گئی، جس سے قطعاً مردوں کی برتری ثابت نہیں ہوتی۔

Not to be underestimated in its significance is that the Qur'an states that Umm-Musa received wahy.(xix)

قرآن مجید کے تناظر میں عورت کی اہمیت کو کم سمجھنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ امِ موسیٰؑ کو وحی ملی۔

Thus, demonstrating that women as well as men have been recipients of wahy. Thus Umm Musa demonstrates the point that women are distinct with regard to some aspects, but universal with regard to others. (xx)

جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورتوں کے ساتھ ساتھ مرد بھی وحی کے وصول کنندہ ہیں۔

Mary is the only woman referred to by name in the Qur'an. This is because in the Qur'an, Jesus was created and not by normal biology. (xxi)

قرآنی نص کو مدِ نظر رکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریمؑ کا تذکرہ قرآنی نص میں ہے وہ بھی حضرت عیسیٰؑ کو جنم دینے کی حیثیت سے انکی خوبی صنف (مرد، عورت) سے محدود نہیں تھی۔

یہ تسلیم کرنے کے بعد یہ اشکال ہوتا ہے کہ کیا عورت نبی ہو سکتی ہے؟؟ حضرت امِ موسیٰؑ کی طرح قرآن مجید میں جن خواتین کیلئے وحی کا لفظ مذکور ہے، آیا یہ وحی ان کی نبوت پر دلیل ہے؟؟ دوسری بات یہ ہے کہ آمنہ ودود وصول کنندہ وحی میں مردوں سے پہلے عورتوں کے تذکرے سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ عورتیں کسی بھی طرح سے مردوں سے کمتر نہیں ہیں۔

کیا صرف وحی معیارِ نبوت ہے؟؟

قرآن مجید میں حضرت امِ موسیٰؑ، حضرت آسیہؑ، حضرت سارہؑ اور حضرت مریمؑ کا ذکر کسی بھی جگہ ان کے نبیہ ہونے کی دلیل نہیں بنتا۔ وحی کے مختلف معانی ہیں، اور جبرئیلؑ کا پیغام پہنچانا نبوت کے لئے کافی نہیں، بلکہ نبوت کا اعلان ضروری ہے۔ قرآن میں ان خواتین کا ذکر نبیہ یا رسول کے طور پر نہیں آیا، اور نہ ہی انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مزید برآں، قرآن میں نبی اور رسول کا ذکر ہمیشہ مذکر کے صیغے میں آیا ہے۔ حضرت مریمؑ کو صدیقہ کہا گیا ہے، اور نبیہ کے مقام کو صدیقہ کے طور پر بیان کرنا قرآن کے اعجاز کے خلاف ہے کیونکہ کسی کے علوِ مرتبے (نبیہ) کو نزولِ مرتبہ (صدیقہ) سے بیان کرنا رفعت نہیں بلکہ ذم ہے۔

عورت کی نبوت؟؟:

یہ مسئلہ اختلافی ہے کہ کیا کوئی عورت نبی گزری ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں تین مذاہب ہیں۔

قائلینِ نبوت:

امام قرطبیؒ، محمد بن اسحٰقؒ، علامہ ابن حزمؒ اور شیخ ابوالحسن اشعریؒ اس جانب مائل ہیں کہ عورت نبیہ ہو سکتی ہے۔ ابنِ حزمؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں مذکورہ خواتین حضرت حوا، سارہ، امِ موسیٰ، ہاجرہ، آسیہ، مریم علیہن السلام سب نبیہ تھیں۔ امام قرطبیؒ(xxii) کے نزدیک مریمؑ نبیہ تھیں۔

مخالفینِ نبوت:

قاضی عیاضؒ، خواجہ حسن بصریؒ اور امام الحرمین عبدالعزیزؒ کا مسلک یہی ہے کہ عورت نبی نہیں ہو سکتی، اور حضرت مریمؑ نبیہ نہیں تھیں۔ علامہ ابنِ کثیرؒ فرماتے ہیں کہ جمہور کا مذہب بھی یہی ہے۔

GUMAN گمان
VOL 7, ISSUE 3, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

سکوت عن المسئلہ:

تیسری جماعت کا مسلک توقف ہے اور اثبات و نفی میں انہوں نے سکوت کو اختیار کیا ہے۔[xxiii] علامہ سبکیؒ[xxiv] فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں علماء کی آراء مختلف ہے، اور میرے نزدیک اس بارے میں اثباتاً یا نفیاً کوئی بات ثابت نہیں ہے۔"[xxv]

قائلینِ نبوت دلیل:

علامہ ابنِ حزمؒ[xxvi] کا ماننا ہے کہ نبوت 'انباء' سے ہے، جسکے معنیٰ "اطلاع دینا" ہے۔ یعنی کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کسی معاملے کے ہونے سے قبل بذریعہ وحی اطلاع دے یا کسی بھی بات کیلئے اس کی جانب وحی نازل فرمائے وہ شخص بلاشبہ "نبی" ہے۔ لہٰذا قرآن مجید میں مذکور خواتین مثلاً حضرت سارہؑ سے فرشتے ہم کلام ہوئے، جو وحیٔ حقیقی ہے۔ یا حضرت امِ موسیٰؑ کا بذریعہ وحی اپنے بچے کو صندوق میں ڈال دینا۔ اسی طرح علم و یقین سے ہوا، جیسے حضرت ابراہیمؑ نے محض خواب کی وجہ سے حضرت اسماعیلؑ کو قربان کرنے کا قصد کیا۔ لہٰذا یہ وحی مع النبوۃ ہے۔[xxvii]

جواب:

ہم نے یہ واضح کیا کہ ہر نبوت کے لئے وحی کے ساتھ اعلام بھی ضروری ہے۔ قرآن مجید میں مذکور کسی بھی خاتون نے نہ تو خود نبوت کا اعلام کیا اور نہ ہی قرآن مجید میں کسی عورت کے نبیہ ہونے کا تذکرہ ہے اور اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ :

(وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ ۬)[xxviii]

ترجمہ: "اور تجھ سے پہلے بھی ہم نے یہی مرد بھیجے تھے کہ حکم بھیجتے تھے ہم انکی طرف۔"

اشکال:

علامہ ابن حزمؒ اور ان کے مؤید علماء اس آیت کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ نبوۃ مع الرسالۃ مردوں کے ساتھ خاص ہے، جن کے ذمے امت کو دعوت و تبلیغ کرنا ہے۔ نبوت کی دوسری قسم جس میں انبیاء و رسل کی طرح "وحی من اللہ" سے ان عورتوں کو سرفراز کرنا ہی کافی ہے اور یہ نبوت ان کی اپنی ذات تک محدود تھی۔[xxix]

جواب: اس کا جواب ہم دیتے ہیں کہ تفصیل کی صورت میں یوں کہیں گے کہ وحی لغوی، وحی الہام جبکہ وحی اصطلاحی، وحی نبوت ہے۔ چونکہ وحی کا لغوی معنیٰ الہام "الا علام في خفاء، (کسی پوشیدہ بات کی خبر دینا) ہے جس کے اعتبار سے وحی کسی نوعِ خلقت کیلئے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ اس میں نبی، رسول، عام مخلوق اور جانور بھی شامل ہیں۔

(وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ)[xxx]

"اور حکم دیا تیرے رب نے شہد کی مکھی کو کہ بنالے پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور اونچے چھپروں میں۔"

آمنہ ودود اگر امِ موسیٰؑ سے متعلقہ وحی کو عورت کی نبوت قرار دیتی ہے، تو وہ شہد کی مکھی کی طرف متوجہ وحی کا کیا جواب دیں گی؟؟؟ جبکہ اس حوالے سے مفتی محمد شفیعؒ صاحب وضاحت کر چکے ہیں کہ مذکورہ آیتِ مبارکہ میں شہد کی مکھیوں کو وحی کے ذریعے تعلیم و تلقین کا تذکرہ ہے۔ جو وحی لغوی کے زمرے میں آتا ہے۔ جبکہ امِ موسیٰؑ کی طرف متوجہ وحی بھی وحی لغوی (وحی الہام) ہی ہے۔ اس وحی کا دعوت و تبلیغ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، اور نہ ہی اس وحی الہام سے کسی شخص کا نبی یا رسول ہونا لازم ٹھہرتا ہے۔ یہی فرق وحی لغوی (وحی الہام) اور وحی نبوت (وحی اصطلاحی) میں ہے، وحی نبوت کا سلسلہ آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکا ہے، جبکہ وحی لغوی ہمیشہ سے جاری ہے اور جاری رہے گی۔[xxxi] باقی رہا ابراہیمؑ کا خواب کی بنیاد پر اسماعیلؑ کی قربانی کا فیصلہ، تو یہ محض عام شخص کا خواب نہیں تھا کیونکہ انبیاءؑ کے خواب بھی سچے ہوتے ہیں کیونکہ باقی لوگوں کی طرح نبی کا دل نہیں سوتا۔ یہ ہر کی انفرادی خصوصیت ہے۔

GUMAN گمان
VOL 7, ISSUE 3, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

کیا حضرت مریمؑ نبیہ تھیں؟؟

امام قرطبیؒ، امام اشعریؒ اور ابن حزمؒ چونکہ حضرت مریمؑ کو نبیہ تسلیم کرتے ہیں کہ مریمؑ کی نبوت سے متعلقہ نصوص زیادہ واضح ہیں۔

(وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ یٰا مَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ)[xxxii]

ترجمہ: "اور جب فرشتے بولے اے مریم! اللہ نے تجھ کو پسند کیا اور ستھرا بنایا اور پسند کیا تجھ کو سب جہان کی عورتوں پر۔"

امام قرطبیؒ اپنی تفسیر جامع احکام القرآن میں لکھتے ہیں کہ:

والصحيح أن مريم نبية ؛ لأن الله تعالى أوحى إليها بواسطة الملك كما أوحى إلى سائر النبيين حسب ما تقدم ويأتي بيانه أيضا في "مريم".[xxxiii]

"اور صحیح بات یہ ہے کہ مریم نبیہ تھیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف فرشتے کے ذریعے وحی کی، جیسے کہ دیگر انبیاء کی طرف وحی کی گئی، جیسا کہ اس کی وضاحت پہلے بیان ہو چکی ہے اور مزید وضاحت سورہ مریم میں بھی آئے گی۔"

امام اشعریؒ فرماتے ہیں کہ:

ان من النساء من نبيء،و هن ست: حواء،و سارة،و ام موسٰي-و هاجرة،و آسية و مريم[xxxiv]

قائلینِ نبوت کے مطابق حضرت مریمؑ کو تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت حاصل ہے، کیونکہ وہ نبیہ ہیں، اور قرآنی نصوص میں ان کے فضائل و کمالات زیادہ ہیں اسلئے ان خواتین پر بھی جو کہ نبیہ ہیں، حضرت مریمؑ کو فضیلت حاصل ہے۔[xxxv]

جواب:

ہم کہتے ہیں کہ اصطفاء کا معنیٰ انتخاب کرنے اور چھانٹنے کے ہیں۔ اور بہت سی چیزوں میں عمدہ چیز کو چھانٹ لینا 'اصطفاء' کہلاتا ہے۔[xxxvi] جبکہ اصطلاحی معنیٰ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کو کسی کارِ خیر کیلئے منتخب کرنا ہے۔ یہاں لفظ اصطفاء کے تکرار سے بعض علماء کو مریمؑ کے نبیہ ہونے کا شائبہ پیدا ہوا۔ غور کیا جائے تو معلوم ہوتا کہ اصطفائے اول مریمؑ کی والدہ کی نذر کی قبولیت (عبادت) ہے، کیونکہ حضرت مریمؑ سے پہلے کسی لڑکی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں تھا۔ جبکہ اصطفائے ثانی حضرت عیسیٰؑ کی خلاف سنۃ اللہ پیدائش کیلئے حضرت مریمؑ کا انتخاب تھا۔

قائلینِ نبوت:

علامہ ابنِ حزمؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں حضرت مریمؑ کا تذکرہ انبیاءؑ کے زمرے میں کیا گیا۔

(وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا)[xxxvii]

"اور مذکور کر کتاب میں مریم کا جب جدا ہوئی اپنے لوگوں سے ایک مشرقی مکان میں۔"

اور اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ:

(اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ)[xxxviii]

"یہی وہ لوگ ہیں انبیاءؑ اور آدم کی اولاد میں سے، جن پر اللہ نے انعام فرمایا۔"

عموم کی وجہ سے یہ حضرت مریمؑ کی نبوت پر دلیل ہے کیونکہ حضرت مریمؑ کو انبیاء کی فہرست سے الگ کرنا صحیح نہیں ہے۔[xxxix]

GUMAN گمان
VOL 7, ISSUE 3, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

جواب:

انبیاء کرامؑ کے ساتھ مریمؑ کا تذکرہ ہر گز اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ نبیہ تھیں۔ حضرت مریمؑ کے ساتھ خرقِ عادت اور خلافِ سنت امور کا پیش آنا ان کی عظمت پر دلیل ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ان کا تذکرہ "صدیقہ" سے کیا گیا ہے نہ کہ نبیہ کے ساتھ، اعلیٰ صفت کی موجودگی میں ادنیٰ صفت سے تعریف، مدح نہیں بلکہ ذم ہے۔ اگر مریمؑ نبیہ ہوتی اور اعلام بھی کیا ہوتا تو ان کا تذکرہ مرتبہ صدیقیت سے نہیں بلکہ مرتبۂ نبوت سے کیا جاتا۔ کیونکہ صدیقیت کا مرتبہ نبوت کے بعد بیان کیا گیا ہے کہ:

(مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ)[xl]

وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں۔"

اشکال:

ابن حزمؒ فرماتے ہیں کہ نبی کو صدیق کہنا مرتبۂ نبوت کے خلاف نہیں ہے۔[xli] جیسے حضرت یوسفؑ کو "يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ "[xlii] کہہ کر پکارا گیا ہے یا ابراہیمؑ اور ادریسؑ کو صدیق کہا گیا ہے۔[xliii]

جواب:

رسالتِ عیسیٰؑ کیساتھ مریمؑ کا تذکرہ کا مقصد مریمؑ کا وجۂ امتیاز یعنی مرتبۂ صدیقیت بیان کرنا ہے۔ جبکہ مذکورہ سیاق و سباق سے انبیاءؑ کے وجۂ امتیاز یعنی مرتبۂ صدیقیت کا بیان نہیں بلکہ عمومی بات یعنی صدیق بمعنٰی دوست / خلیل کے بات ہو رہی ہے۔

صدیق کی تعریف:

صدیق کی تعریف میں علمائے امت کا اختلاف ہے لیکن روح المعانی، مظہری اور معارف القرآن (مفتی شفیعؒ) کے نزدیک قول مختار یہ ہے کہ جو شخص اعتقاد، قول اور عمل ہر چیز میں صادق ہو، اس کو صدیق کہتے ہیں۔ نبی اور رسول کیلئے صدیقیت وصفِ لازم ہے، مگر اس کا عکس نہیں، کہ جو صدیق ہو وہ نبی بھی ہو۔ بلکہ غیر نبی بھی رسول اور نبی کی اتباع میں صدق کا یہ درجہ حاصل کر سکتا ہے، جیسے حضرت مریمؑ کو قرآن مجید میں صدیقہ کا خطاب دیا گیا، حالانکہ جمہور امت کے نزدیک وہ نبی نہیں اور کوئی عورت نبی نہیں بن سکتی۔[xliv] اگر یہ مان لیا جائے کہ یہاں مرتبۂ صدیقیت کی بات ہو رہی ہے تو مذکورہ تینوں آیات میں صدیق کے ساتھ نبی کی نبوت کا بھی تذکرہ ہے۔ مذکورہ انبیاءؑ نبی ہونے کیساتھ صدیق بھی ہیں۔ جبکہ مریمؑ کی نبوت کا تذکرہ قرآن مجید میں نہیں تو ان کی شانِ صدیقیت کو بیان کیا گیا ہے۔

اشکال:

سورہ آل عمران میں حضرت مریمؑ کا ملائکہ سے ہمکلام ہونا اس دعوٰی کی دلیل ہے کہ حضرت مریمؑ نبیہ تھیں۔

(فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا)[xlv]

ترجمہ: "پھر پکڑ لیا ان سے ورے ایک پردہ، پھر بھیجا ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ، پھر بن کر آیا اس کے آگے آدمی پورا۔"

(قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا)[xlvi]

"بولا میں تو بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا کہ دے جاؤں تجھ کو ایک لڑکا ستھرا۔"

جواب:

وحی لغوی بعض اوقات فرشتے کے ذریعے بھی ہو سکتی ہے، جیسے مریمؑ کے واقعے میں جبرئیلؑ کا انسانی شکل میں ان سے کلام کرنا، اس صورت کا تعلق اس شخص کی ذات تک ہی محدود ہوتا ہے۔ وحی نبوت کے خلاف اس وحی کا اصلاح خلق سے تعلق نہیں ہوتا۔ کیونکہ وحی لغوی غیر نبی کو بھی آسکتی ہے یعنی مریمؑ کو ارشاداتِ ربانی پہنچے، لیکن پھر مریمؑ نبی یا رسول نہیں تھیں۔[xlvii]

GUMAN گمان
VOL 7, ISSUE 3, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

"ولذٰ لك خصوا بالنبوۃوالامامۃ والولایۃ۔"

"اس وجہ (مرد کی قوامیت) سے نبوت، امامت اور ولایت (حکمرانی) مردوں کیلئے مختص ہے۔"(xlviii)

ان نصوص پر سنجیدگی سے غور کرنے کے بعد کسی کو بھی اس دعویٰ کے دہرانے کا حق نہیں کہ وہ عورت کی نبوت ورسالت ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کرے کیونکہ ظاہری نصوص اس پر دال ہے کہ نبوت صرف مردوں کو ملی ہے اور اللہ تعالیٰ نے مردوں کے علاوہ عورتوں میں نبوت نہیں رکھی۔اس پر کسی کو کوئی اعتراض کا حق نہیں کیونکہ اس حکیم ذات کا فیصلہ ہے جس کا پیغام لیکر انبیاء انسانیت کو دعوت دیتے ہیں، کہ انہوں نے نبوت ورسالت کے لئے مردوں کو منتخب کیا۔

خلاصۂ بحث:

اس پورے بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام ایک متوازن فطری دین ہے جس نے مردوزن کے صلاحیتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے مابین تقسیمِ اختیارات وفرائض کا اہتمام کیا۔مرد کو فطری صلاحیت اور ذہنی وجسمانی ساخت کی وجہ سے خاص امور کا پابند بنایا تو دوسری طرف عورت کو اس کی حیثیت کے مطابق اختیارات دیئے۔ان دونوں کو ایک دوسرے کے دائرہ کار میں دخیل بننے سے منع کیا۔نبوت ورسالت ایک مشقت طلب ذمہ داری اور بوجھ ہے جس کے لئے مرد کو چنا اور عورت کو اس بوجھ سے آزاد کیا۔اگر فکرِ جدید سے متاثر خواتین دینی نصوص کو حقیقی معنوں میں سمجھنے کی کوشش کرتی ہیں تو کسی بھی امورِ خارجہ کے معاملے میں عورت کو کھینچ تھان کر مرد کے برابر نہیں بلکہ مقابل کھڑا کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی کیونکہ دونوں کی فطری صلاحیتوں اور جسمانی ساخت کے پیشِ نظر الگ الگ دائرہ کار ہے۔تاکہ یہ دونوں جنس اپنی تخلیق کے مقصد پر پورا اتر سکیں۔لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ عورت کب اپنی حیثیت کا تعین کرکے یہ مسئلہ سمجھنے کی کوشش کرتی ہے کیونکہ سارا قضیہ صرف مردوزن کے اپنے اپنے دائرہ کار کو سمجھنے، تسلیم کرن

امام فراءؒ (761ء-822ء) علم نحو اور عربی ادب کے امام ہیں۔(سیر اعلام النبلاء از ذہبی، ج19، ص500)

لسان العرب، منظور، محمد بن مکرم، افریقی، دار صادر بیروت، ج1، ص162۔

لسان العرب، منظور، محمد بن مکرم، افریقی، دار صادر بیروت، 1993ء/1414ھ، ج1، ص162۔

سورۃ البقرۃ 2:31

سورۃ یوسف 12:102/سورۃ آل عمران 3:44

التعریفات، جرجانی، علی بن محمد بن علی، تحقیق: ابراہیم الابیاری، طاولیٰ، 1985ء/1405ھ، ج1، ص307۔

امام راغب اصفہانیؒ: گیارویں صدی میں اصفہان میں پیدا ہوئے۔المفردات فی غریب القرآن سب سے مشہور تالیف ہے۔

المفردات فی غریب القرآن، امام راغب اصفہانی، دار القلم، دار الشامیہ بیروت، طاولیٰ، 1991ء/1412ھ، ص789۔

النبوات، ابن تیمیہ، تقی الدین، اضواء السلف ریاض، سعودی عرب، طاولیٰ، 1999ء/1420ھ، ج1، ص30۔

التعریفات، جرجانی، علی بن محمد بن علی، تحقیق: ابراہیم الابیاری، طاولیٰ، 1985ء/1405ھ، ج1، ص110۔

ایضاً

سورۃ البقرۃ 2:129

النبوات، ابن تیمیہ، تقی الدین، اضواء السلف ریاض، سعودی عرب، طاولیٰ، 1999ء/1420ھ، ج1، ص274تا272۔

GUMAN گمان
VOL 7, ISSUE 3, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

مفتی محمد شفیع ؒ:(1897ء-1976ء) تحریکِ پاکستان کے اہم لیڈر اور مفتی اعظم پاکستان تھے۔دارالعلوم کراچی کی بنیاد رکھی۔معروف زمانہ معارف القرآن لکھی۔

معارف القرآن، شفیعؒ، محمد، مفتی،ادارہ معارف کراچی 2006ء/1427ھ،ج6،ص42۔

لسان العرب،منظور،محمد بن مکرم،افریقی،دار صادر بیروت،1993ء/1414ھ،ج1،ص163۔

سورۃالانعام6:124

Quran & Woman by Amina Wadud, NEW YORK OXFORD OXFORD UNIVERSITY PRESS
1999ch:4,pg65.

Quran & Woman by Amina Wadud,ch:3,pg39.

Ibid

Ibid

امام قرطبیؒ(1214ء-1273ء)امام محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرح قرطبی۔عربی زبان کے امام،جید عالم،فقیہ اور مفسر تھے۔

قصص القرآن،سیوہاروی،حفظ الرحمٰن،دارالاشاعت،اردو بازار کراچی 2002ء/1423ھ،ج4،ص309۔

علامہ سبکیؒ:(1284ء-1355ء) تقی الدین سبکیؒ اپنے وقت کے مشہور محدث،فقیہ،مفسر،ادیب اور حافظ تھے۔دمشق میں قاضی رہے۔

فتح الباری،کتاب الانبیاء،ج6۔

علامہ ابن حزم ؒ: علی بن احمد بن سعید بن حزم۔اندلس کے شہر قرطبہ میں پیدا ہوئے۔آپ تقریباً400کتب کے مؤلف ہیں۔

الفصل فی الملل والاھواء والنحل،ابن حزم،مکتبۃ الخانجی قاھرہ،ج5،ص12۔

سورۃالنحل16:43

قصص القرآن،سیوہاروی،حفظ الرحمٰن،دارالاشاعت،اردو بازار کراچی 2002ء/1423ھ،ج4،ص309۔

سورۃالنحل16:68

معارف القرآن،محمد شفیعؒ،مفتی،ادارہ معارف کراچی 2006ء/1427ھ،ج6،ص34۔

سورۃآل عمران3:42

تفسیر احکام القرآن،امام قرطبیؒ، محقق:ہشام سمیر البخاري،ناشر: دار عالم الکتب،الریاض،المملکۃ العربیۃ السعودیۃ،الطبعۃ:1423ھ-/2003م مصدر الکتاب: موقع مکتبۃ المدینۃ الرقمیۃ،ج4،ص83۔

فتح الباری،ابن حجر،ج6،ص448۔

قصص القرآن،سیوہاروی،حفظ الرحمٰن،دارالاشاعت،اردو بازار کراچی 2002ء/1423ھ،ج4،ص307۔

GUMAN
گمان
VOL 7, ISSUE 3, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

معالم القرآن، صدیقی، محمد علی، ادارہ تعلیمات قرآن، سیالکوٹ 1976ء/1396ھ، ج3، ص:662۔
سورۃ مریم 19:16
سورۃ مریم 19:58
قصص القرآن، سیوہاوردی، حفظ الرحمٰن، دارالاشاعت، اردو بازار کراچی 2002ء/1423ھ، ج4، ص308۔
سورۃ النساء 4:69
الفصل فی الملل والاھواء والنحل، ابن حزم، مکتبۃ الخانجی قاھرہ، ج5، ص12۔
سورۃ یوسف 12:46
سورۃ مریم 56،19:41
معارف القرآن، محمد شفیعؒ، مفتی، ادارہ معارف کراچی 2006ء/1427ھ، ج6، ص34۔
سورۃ مریم 19:17
سورۃ مریم 19:19
معارف القرآن، محمد شفیعؒ، مفتی، ادارہ معارف کراچی 2006ء/1427ھ، ج6، ص82۔
تفسیر مظہری، ثناءاللہ، قاضی، بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ، 1938ء/1357ھ، ج2، ص198۔